سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابہؓ

طالب الہاشمی

حضرت عتبہ بن اُسید ثقفیؓ

حضرت عتبہ بن اُسَید ثقفیؓ

۱

بعثت نبویؐ کے ابتدائی زمانے میں جن سعید الفطرت انسانوں نے دعوتِ حق پر لبیک کہا، وہ مشرکین قریش کے قہر وغضب کا نشانہ بن گئے لیکن اللہ کے ان پاکباز بندوں کو کسی قسم کا خوف، دباؤ اور جور وستم راہِ حق سے منحرف نہ کر سکا اور وہ سالہا سال تک طرح طرح کے مصائب و آلام نہایت صبر و استقامت کے ساتھ جھیلتے رہے۔ حضرت عتبہ بن اُسیدؓ بھی ان بلاکشان اسلام کی مقدس جماعت کا ایک فرد تھے۔ تاریخ میں وہ اپنی کنیت ''ابوبصیر'' سے مشہور ہیں۔ ان کا تعلق طائف میں آباد بنوثقیف کے جنگجو قبیلے سے تھا لیکن انہوں نے قریش سے قریبی تعلقات کی بنا پر مکہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ سلسلۂ نسب یہ ہے:

ابوبصیر عتبہؓ بن اسید بن جاریہ بن اسید بن عبداللہ بن ابی سلمہ بن عبداللہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف۔

ماں کا نام سالمہ تھا ان کا نسب نامہ یہ ہے:

سالمہ بنت عبد بن یزید بن ہاشم بن مطلب

حضرت عتبہؓ کو اللہ تعالیٰ نے فطرت سعید سے نوازا تھا۔ ان کے کانوں میں جونہی دعوت حق کی آواز پڑی وہ کسی تامل کے بغیر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ مشرکین مکہ کے نزدیک ان کی یہ ''حرکت'' ناقابل برداشت تھی۔ انہوں نے برافروختہ ہو کر نوجوان عتبہؓ کو قید محن میں ڈال دیا جہاں وہ طویل عرصے تک مصائب وآلام کی چکی میں پستے رہے۔

۶ ہجری میں سرورِ عالم ﷺ صلح حدیبیہ کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو عتبہؓ

ایک دن موقع پکر کفار کی قید سے بھاگ نکلے اور سیدھے رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں جا حاضر ہوئے۔

(۲)

صلح نامۂ حدیبیہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو مسلمان مشرکین کے پاس سے بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا جائے گا۔ اس کو آپؐ واپس کر دیں گے۔ مشرکین مکہ حضرت عتبہؓ کے فرار سے بہت سیخ پا ہوئے۔ جب انہوں نے سنا کہ وہ مدینہ پہنچ گئے ہیں تو فوراً دو آدمی حضورؐ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجے کہ آپ معاہدہ کے مطابق ہمارا آدمی واپس کر دیں۔

حضرت عتبہؓ کو مکہ واپس بھیجنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ پھر مشرکین کے پنجہ وستم میں گرفتار ہو جائیں لیکن رحمت عالم ﷺ عہد و پیمان کی پابندی کو ایمان کا حصہ قرار دیتے تھے اس لیے آپؐ نے حضرت عتبہؓ سے فرمایا:

> ''ابوبصیر تمھیں معلوم ہے کہ صلح نامہ کی شرط کے مطابق میں تمھیں اپنے پاس نہیں روک سکتا۔ اگر روکوں تو یہ عہد شکنی ہوگی، جو ہمارے دین میں جائز نہیں اس لیے اس وقت تم واپس جاؤ، عنقریب اللہ تعالیٰ تمھاری اور دوسرے مظلوم مسلمانوں کی رہائی کی کوئی صورت پیدا کر دے گا۔''

حضرت عتبہؓ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ آپ مجھے پھر مشرکین کے پاس بھیجتے ہیں کہ وہ مجھے راہِ حق سے برگشتہ کریں۔''

حضورؐ نے فرمایا'' ابوبصیر جاؤ اللہ تعالیٰ جلد ہی تمھاری اور دوسرے مسلمانوں کی گلوخلاصی کا کوئی سامان کر دے گا۔''

حضرت عتبہؓ ارشادِ نبویؐ کی تعمیل میں قریش کے آدمیوں کے ساتھ چل پڑے۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر ان کے دونوں نگران کھجوریں کھانے کے لیے ٹھہر گئے۔ حضرت عتبہؓ نے ان میں سے ایک سے کہا:

''جانِ برادر تمھاری یہ تلوار بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے۔''

تلوار کا مالک اپنی تلوار کی تعریف سن کر بہت خوش ہوا اور کہا'' بے شک یہ تلوار بہت اچھی ہے، میں نے بارہا اس کا تجربہ کیا ہے۔''

حضرت عتبہؓ نے کہا،'' ذرا دکھانا تو۔''

اُس نے جھٹ تلوار نیام سے کھینچی اور حضرت عتبہؓ کے ہاتھ میں دے دی۔ عتبہؓ حضورؐ کے ارشاد کی تعمیل میں قریش کے آدمیوں کے ساتھ آ تو گئے تھے لیکن انہوں نے سالہا سال تک کفار کے پنجۂ ستم میں رہ کر جو سختیاں جھیلی تھیں ان کے پیش نظر وہ کسی قیمت پر بھی اپنے آپ کو دوبارہ ان کے حوالے نہیں کرنا چاہتے تھے چنانچہ تلوار ہاتھ میں آتے ہی انہوں نے اس کے مالک کا سر اڑا دیا۔ دوسرا خوفزدہ ہوکر بھاگ نکلا اور مدینہ جا کر مسجد نبوی میں پہنچا جہاں سرورِ عالمؐ رونق افروز تھے۔ حضورؐ نے اس کو بدحواس دیکھ کر پوچھا ''تم پریشان کیوں ہو اور واپس کیسے آ گئے؟'' اس نے سارا واقعہ بیان کیا، اتنے میں حضرت عتبہؓ بھی بارگاہِ رسالتؐ میں آ پہنچے۔ انہوں نے عرض کیا:

> ''یارسول اللہ آپ نے معاہدہ کی شرط پوری کر دی اور اپنی ذمے داری سے سبک دوش ہو گئے۔ اللہ نے مجھے ہمت دی کہ میں آزاد ہو گیا۔''

قریش کے آدمی کو قتل کر کے حضرت عتبہؓ کا اس طرح واپس آنا قریش کو مشتعل کرنے کا باعث ہو سکتا تھا اس لیے آپؐ نے ارشاد فرمایا:

> ''یہ شخص (عتبہ) بھی جنگ کے شعلے بھڑکانے کا آلہ ہے اگر اس کو چند مددگار اور ساتھی مل جائیں۔''

حضرت عتبہؓ نے سرورِ عالم ﷺ کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ سنے تو انہیں یقین ہو گیا کہ مدینہ میں میرا رہنا ممکن نہیں۔ چپکے سے وہاں سے کھسک گئے اور ساحلی مقامات کا رُخ کیا۔

(۳)

حضرت ابوبصیر عتبہؓ نے ایک ساحلی مقام ''عیص'' کو اپنا مستقر بنالیا۔ اس کے قریب ہی وہ راستہ تھا، جس پر سے قریش کے تجارتی قافلے شام آتے جاتے تھے۔ چند دن بعد اسی قسم کے ایک اور ستم رسیدہ صحابی حضرت ابوجندلؓ بن سہیل بھی مشرکین مکہ کی قید سے فرار ہو کر عیص پہنچ گئے۔ اب دوسرے بلاکشانِ اسلام کے لیے بھی راستہ کھل گیا۔ جسے موقع ملتا، قریش مکہ کے پنجۂ ستم سے بھاگ کر سیدھا عیص پہنچ جاتا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت عتبہؓ کے پاس مسلمانوں کی خاصی جماعت ہو گئی۔ اب انہوں نے مشرکین مکہ سے انتقام لینے کی ایک عجیب تجویز سوچی۔ قریش کا کوئی تجارتی قافلہ ادھر سے گزرتا تو یہ لوگ اس پر حملہ کر کے تباہی مچا دیتے۔ مشرکین قریش حضرت عتبہؓ کے ان چھاپوں سے سخت پریشان ہوئے کیونکہ ان کی تجارت معرض خطر میں پڑ گئی تھی۔ آخر انہوں نے عاجز آ کر رحمتِ عالم ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آئندہ

جو مسلمان بھاگ جائے گا، وہ آزاد ہے آپ اسے واپس کرنے کے پابند نہیں ہوں گے۔ ساتھ ہی انہوں نے صلۂ رحمی کا واسطہ دے کر آپؐ سے درخواست کی کہ عیص میں مقیم مسلمانوں کو روکیے کہ وہ ہمارے تجارتی قافلوں پر حملے نہ کریں۔

حضورؐ نے قریش کی استدعا قبول فرمالی اور عیص میں مقیم آزاد مسلمانوں کو لکھ بھیجا کہ ابوبصیر عتبہؓ اور جندلؓ مدینہ آجائیں اور باقی لوگ منتشر ہو کر اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ اس موقعے پر قرآنِ پاک کی یہ آیت نازل ہوئی:

وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ ؕ (سورۂ فتح: ۲۴)

(اللہ وہ ہے جس نے مکہ کی وادی میں دشمنوں کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیے قابو پانے کے بعد)[1]

جب حضورؐ کا فرمان مبارک حضرت عتبہؓ کو ملا تو وہ بستر مرگ پر پڑے تھے۔ نامۂ اقدس ہاتھ میں لے کر پڑھنے لگے اور پڑھتے پڑھتے ہی اس کو سر آنکھوں پر رکھے ہوئے پیک اجل کو لبیک کہا۔

حضرت ابوجندلؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور عیص ہی میں سپرد خاک کر کے قریب ہی یادگار کے طور پر ایک مسجد بنادی۔ اس کے بعد حضرت ابوجندلؓ تو مدینہ منورہ آگئے اور دوسرے مسلمان اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

حضرت ابوبُصَیر عتبہؓ کی گھریلو زندگی کے بارے میں کتبِ سیر خاموش ہیں البتہ اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ وہ پڑھنا لکھنا جانتے تھے اور ایک بہادر اور صاحب تدبیر شخص تھے۔ حضورؐ کے مکتوبِ مبارک سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؐ نے ان کی آزادانہ روش کو معاف فرمادیا تھا اسی لیے ان کو اپنے پاس مدینہ منورہ بلا بھیجا تھا اگر اُن کی زندگی وفا کرتی تو حضرت ابوجندلؓ کی طرح بعد کے غزوات میں وہ بھی حضورؐ کی ہم رکابی کا شرف حاصل کرتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

---

(۱) ایک دوسری روایت کے مطابق یہ آیت اِس وقت نازل ہوئی جب مسلمانوں نے حدیبیہ میں اُسی مشرکوں کو گرفتار کیا جو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے ارادے سے آئے تھے۔ رحمتِ دوعالم ﷺ نے رحم کھا کر ان سب کو رہا کر دیا۔